

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۲ ہجرت۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح اثنی عشریؑ نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب "اصول صحیحہ" کے متعلق اطلاع منظر ہے کہ حضور کے یادوں میں تقریباً دو سو سے زائد صحیفے جمع ہوئے ہیں۔

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ ضعف اور کھانسی کی وجہ سے نامناسب ہے۔ احباب دعا سے صحت فرمادیں۔

حضرت ذریعہ محمد عبداللہ خاں صاحب کی طبیعت بدستور ہے۔ دانتوں میں درد کی وجہ سے پریشانی۔ بعض میں تیزی اور کھردری ہے۔ احباب درد دل سے حضرت ذریعہ صاحب کی صحت کا علاج کرنے کے لئے بالائے ترہم دعا فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلکتہ کی امپیریل لائبریری سے پاکستان کو حصہ نہیں ملیگا

کراچی ۱۲ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ کی امپیریل لائبریری کی دس لاکھ کتب سے پاکستان کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ دونوں حکومتوں میں یہ سمجھوتہ ہوا تھا۔ کہ پاکستان کو صرف وہی کتب دی جائیں گی۔ جن کا دو دو کا پیمانہ موجود ہو۔ لیکن حکومت ہند کلکتہ لائبریری پر اس فیصلے کا اعلان کرنے پر راضی نہیں ہوئی تھی۔ اس بنا پر اس فیصلے کا اطلاق ان لائبریریوں پر ہوتا ہے۔ جو برطانوی ہند کی مرکزی حکومت اور اسکے محکموں کی تحویل میں تھیں۔ یاد رہے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک افسر مسٹر محمد امین نامی اس امر کے لئے خاص طور پر بھیجے گئے تھے۔ کہ وہ لائبریریوں کی فہرستوں کا مطالعہ کر کے پاکستان کے حصے کا اندازہ کریں۔

سب سے زیادہ قابل ذکر امر یہ ہے کہ لندن کے انڈیا آفس کی لائبریری تاحال برطانیہ کی تحویل میں ہے۔ اس میں سے ہندوستان پاکستان اور برطانیہ تینوں برابر کا حصہ مانگ رہے ہیں۔ اور اسی حصے کی تقسیم کا کوئی اصول منظور نہیں ہو سکا۔

برما کی امداد کے لئے مشترکہ ادارہ

لندن ۱۲ مئی۔ آج برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر آرنلڈ کیل نے دارالعوام کو بتایا کہ تقابلی نو ذریعہ اعظم برما کی حکومت کی امداد کے لئے برطانیہ، ہندوستان، پاکستان اور انڈیا کا مشترکہ ادارہ قائم ہو گیا ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف قیام امن میں مدد دے گا۔ بلکہ مالی اور فوجی مدد کے علاوہ سہولتوں کی فراہمی اور دوسری تمام قسم کی امداد کو بھی پیش نظر رکھا جائے گا۔

علم الدین کسٹم کنٹرولر بھی بری

کراچی ۱۲ مئی۔ سندھ چیف کورٹ کے جج مسٹر جسٹس حسن علی آغا نے کسٹم کنٹرولر کے سربراہ کلکٹر مسٹر علم الدین کو دستور کے آرٹیکل ۱۱ میں بری کر دیا ہے۔ اور فیصلہ دیا ہے کہ کسٹم کنٹرولر کی حکمت عملی کے جرم میں آپ بالکل بے قصور ہیں۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے ایسٹ انڈیا عدالت نے جو چیف جسٹس مسٹر طیب جی اور مسٹر جسٹس کانسٹیبل پر مشتمل تھی۔ آپ کو سسٹمز کی نا جانوری اور نہ جاننے اور کچھوں کو ناجائز طور پر حصول سے متعلقہ قرار دینے کے الزاموں سے بری کر دیا تھا۔ ان تینوں جرائم میں سے مسٹر علم الدین کو سیشن جج کی عدالت نے چار سال قید محض اور پانچ مہینہ اور پچھتر روپے جرمانہ کی سزا دی تھی۔

آئین ساز اسمبلی میں نمائندگی

پٹنہ ۱۲ مئی۔ چاقو قبائلی لیڈروں خان میر بادشاہ خان محمد امیر خاں، ملک خان خاں اور ملک گلاب خاں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں قبائلی علاقوں کو بھی نمائندگی دی جائے۔ اپنی چاقو قبائلی لیڈروں نے یہ بھی تجویز پیش کی ہے۔ کہ قبائلی علاقوں کا انتظام بھی بوجھان ہی کی طرح کا کر دیا جائے۔ اور حکومت سے تعاون کے لئے مشاورتی کونسل قائم کی جائے۔

ہندوستان میں اقلیتوں کی مخصوص نشستیں اڑا دی گئیں

چار لاکھ سے بھی اچھوتوں میں شامل کر دیئے گئے

نئی دہلی ۱۲ مئی۔ ہندوستان دستور ساز اسمبلی کے فیصلے کے مطابق آئندہ شیعہ و لڈو کا سٹس کے علاوہ دیگر تمام اقلیتوں کی مخصوص نشستوں کو اڑا دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ اقلیتوں کی مشاورتی کمیٹی نے کیا۔ جس کی ہدایت مسٹر ٹیلر نے کی۔ اس کمیٹی نے جہاں سکوں کو کچھ مراعات دکھائی۔ وہاں راجا ایسے مذہبی سکول گراؤں کو بھی سکول کو شیعہ و لڈو کا سٹس ہی میں شامل کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی نے اپنے فیصلے میں سکول کے اس مطالبے کو من و عن تقسیم کر لیا ہے کہ چار لاکھ پسماندہ سکول کو وہی حقوق دیئے جائیں۔ جو ہندو اچھوتوں کو حاصل ہیں۔ اس نئے فیصلے سے بعض اقلیتوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ کا جو سودہ قانون تجویز ہوا تھا۔ وہ یکسر بدل گیا ہے۔ اس سودے میں مرکزی اور صوبائی مجلس آئین سازی میں مسلمانوں پسماندہ اقوام۔ ہمسایہ اور ہندوستان میں عیسائیوں اور بعض علاقوں میں ایٹو انڈینوں کے لئے خاص نشستوں کے مقرر کرنے کا تجویز تھی۔ مشرقی پنجاب کے تنازعات کا حل سوچنے کے لئے جو گڈ سٹش ڈسمبر میں ایک سب کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس نے سفارش کی ہے۔ کہ دستور ساز اسمبلی کے مقاصد کے پیش نظر سکول کے لئے خاص مراعات کا مطالبہ ناقابل قبول ہے۔ نیز معلوم ہوا ہے۔ اقلیتوں کی مخصوص نشستیں اڑا دیئے کا فیصلہ گذشتہ ڈسمبر میں ہی کر لیا گیا تھا۔ لیکن مولانا آزاد مسلمانوں کے لئے مخصوص نشستوں کے مسئلہ پر اڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت فیصلے کا اعلان متوی کر دیا گیا۔ لیکن کمیٹی کے اس آخری اجلاس میں مسلمان اور سکول لیڈروں نے کوئی مخالفت نہ کی۔ حالانکہ اجلاس میں بیگم اعجاز رسول۔ سردار بلو بسنگو مولانا آزاد اور گانی کرنا سنگو بھی موجود تھے۔ (دیشین)

لفظ نامہ

بائع احمدیہ
کراچی

فی پرچہ اول

جلد ۳
۱۳ ہجرت
۱۳۰۲
۱۹۴۹ء
۱۹ مئی

پاکستان عالمگیر اور اقوام عالم کی خوشحالی کیلئے کام شروع کر دیا

قاہرہ سے روانہ ہونے والے وزیر اعظم پاکستان کی تقریر

قاہرہ ۱۲ مئی۔ پاکستان کے وزیر اعظم انور علی خان آج قاہرہ میں تین دن قیام کرنے کے بعد بغداد کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں سے آپ ایران کے ہوتے ہوئے اور پاکستان و مشرق وسطیٰ کے ممالک اسلامی میں تعلقات محبت استوار کرتے ہوئے پاکستان و اسی تشریف لائیں گے۔ آج قاہرہ سے بغداد اور وادی ہند کے قبل ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ پاکستان نے عالمگیر امن اور اقوام عالم کی خوشحالی کا کام شروع کر دیا ہے۔

گرام سرورس پانچ گھنٹے بند

کراچی ۱۲ مئی۔ آج گرام سرورس گھنٹہ بند اور ڈرائیووں کے ہڑتال کر دینے کی وجہ سے پانچ گھنٹے تک بند رہی۔ حکومت کی مداخلت سے ملازمین نے ہڑتال سے پھر کام کرنا شروع کر دیا۔



پاکستان نے ایک ایسا معاشرہ بنانے کا عظیم کام شروع کر رکھا ہے۔ جس کی بنیاد معاشرتی انصاف مساوات اور اسلامی اخوت کے اصولوں پر ہوگی۔ آپ نے کہا۔ صرف مادی ترقی ایک کو کھلا کر نامہ ہے۔ واقعات شاہد ہیں۔ کہ ان دنوں صرف روٹی ہی پر زندگی نہیں رہتا۔ پاکر ان کے عوام کو یقین ہے۔ کہ وہ بہت جلد ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ مادی ترقی ہی بے حد ضروری ہے۔ یہ معاشرہ اندرون و باہر اور خلیفہ سے آزاد ہوگا۔

آپ نے کہا۔ پاکستان میں ہر پاکستانی کو کھانا پکڑا رہنے کے لئے جگہ اور اقتصادی اور ادبی سہولتیں ملنے کے لئے عملی تدبیروں پر کام شروع ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا۔ مصر میں وہ کرمی نے اپنے آپ کو اجنبی محسوس نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ یہ احساسی رہا ہے۔ جسے ہی اپنے ہی وطن میں ہوں۔ آپ نے کہا میری دعا ہے۔ کہ میرا خدا مصر کو ترقی۔ فلاح اور استحکام سے نوازے۔ وزیر اعظم نے اپنے قیام کے دوران میں عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری عزرا م پاشا مفتی اعظم امین الحسینی۔ وزیر اعظم عبدالہادی پاشا کے علاوہ دیگر مصری اہلکار اور جسٹس کے وزیر مختار سے بھی ملاقات کی۔

کراچی ۱۲ مئی۔ آج ڈاکٹر برکت علی قریشی کو شام میں پاکستان کا وزیر مختار مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر برکت علی آج کل پنجاب یونیورسٹی میں مشرقی زبانوں کے پروفیسر تھے۔

روزنامہ "الفضل" لاہور

۱۳ مئی ۱۹۴۷ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اجیائے اسلام

ایک قانون مرتبہ معاصر سنیم میں ایک مکتوب لکھ کر آیا ہے جس میں آپ فرماتی ہیں۔

"یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ تمام مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ صرف اس لئے کیا تھا کہ انہیں ایک ایسا خط ل جائے جس میں وہ کردہ اپنی زندگی اسلامی قانون کے مطابق گذریں۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ خط ہمیں نصیب ہو گیا۔ اور ہماری دستور ساز اسمبلی نے قرارداد متصادم منظور کر کے اس بات کا اعلان بھی کر دیا کہ یہاں کے آئین و قانون کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی جائے گی۔"

اس کے بعد توقع تو یہ تھی کہ عوام اور لیڈر اپنی زندگیوں کو فوراً اسلامی سائے میں ڈھالنا شروع کر دیں گے۔ اور فرنگی تہذیب کے ملعون طریقوں کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب اختیار کرنے لگیں گے۔ لیکن واقعات اس توقع کے عرصہ خلاف نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت صرف ترقی کے ایک پیلو کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ جن کا تعلق اس طور پر ہر ضلع و قریب سے ہے۔ اور وہ پردہ کے متعلق ہے۔

چند ماہ سے بیگم لیاقت علی خان صاحبہ نے پردہ کے خلاف ایک بہت بڑی مہم جاری کر رکھی ہے۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ عورتیں پردہ سے باہر نکل آئیں۔ اور اسلام کی ان حدود کو توڑ ڈالیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول نے مقرر فرمائی ہیں۔ یہاں بیگم لیاقت علی کی اس بے پرواہی کی ہمیں وہ حد سے شریفانہ عورتوں میں ایک سیوا اور اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اور عورتیں حیران ہو رہی ہیں کہ الہی یہ کیا ماجرا ہے۔ جناب لیاقت علی خان صاحبہ تو اعلان فرم رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی زندگیوں کو لازماً اسلامی قانون کے مطابق مرتب و منظم کی جائے گی۔ لیکن ان کی بیگم صاحبہ اس سے بالکل الٹا قدم کر رہی ہیں۔ بیگم لیاقت علی خان کو واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ پاکستان کی شریف عورتیں ہرگز اس بے حیائی اور بے خیرگی کو برداشت نہیں کریں گی۔ کیونکہ کوئی مسلمان

مرد یا مسلمان عورت خدا اور اس کے رسول کے جیسے ہوئے طریقوں کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

تسلیم ۱۳ مئی

ہم نے پردہ کے متعلق اس وقت کچھ نہیں کہا۔ اس کے متعلق اخباروں میں بڑی بحث ہو چکی ہے۔ اور یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کے رو سے پردہ کی اہمیت اسلام میں بہت ہے۔ اس وقت ہم جو کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ وہ محترم کی توقعات کے متعلق ہے۔ محترم کے خیال میں گویا قرارداد متصادم منظور ہو جانا ایک ایسی قسم کا تجربہ جس طرح کا ملٹی کی کٹھنی میں ہوتا ہے۔ کہ جب وہ منہ بند کر کے اس پر اپنی کٹھنی پھیرتا ہے۔ اور بدین متعلق کھولتا ہے تو اس میں وہ پردہ موجود ہوتا ہے۔ اور لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر پردہ کوئی اسلامی شعار ہے جس کا اختیار کرنا ہر مسلمان قانون کا فرض ہے۔ اور بیگم صاحبہ لیاقت علی مسلمان قانون میں تو قرارداد متصادم سے پیسے بھی کیا ان کا فرض نہیں تھا کہ وہ خود بھی پردہ کی پابندی کریں۔ اور پردہ کے خلاف یہاں تو یہاں یورپ میں جا جا کر پروپیگنڈا کرتی ہیں کیا قرارداد متصادم کے پاس ہو جانے سے پہلے قرآن کریم میں پردہ کا حکم نہیں تھا۔ یا کیا پہلے سنت رسول اللہ پردہ کے خلاف تھی۔ اور اب قرارداد متصادم کے پاس ہو جانے سے بد یہ حکم قرآن کریم میں داخل ہوا ہے۔ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مثال کو دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم قرآن کریم میں اور سنت رسول اللہ میں قرارداد متصادم کے پہلے بھی دیا ہی موجود تھا جیسا کہ اب ہے۔ ان دونوں میں تو کوئی ترمیم نہیں ہوئی۔ تو پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بیگم لیاقت علی خان کو قرارداد متصادم کا لغتہ محترمہ سے کیا ہوا دیا ہے۔ اگر وہ قرارداد متصادم کا ذکر نہ بھی کرتیں۔ اور صرف خدا تعالیٰ کا حکم اور اس کے رسول پاک ﷺ کا منہ نہیں لیتیں۔ تو آپ کے استدلال میں کیا کمزوری رہ جاتی؟

حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کو صاحب کے سپاہی نظریہ اسلام کے ذریعہ اثر مرتبہ صاحبہ نے سمجھتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حکومت کو یہ باوجودی قائم ہو سکتی ہے اس لئے ان کو توقع تھی کہ قرارداد متصادم کو پاس

کر دینے کے بعد کسی کے پاس اب اسلامی شریعت سے انحراف کی کوئی عذر باقی نہیں رہے گا۔ اور سب لوگ خود بخود اپنی زندگیوں کو اسلامی اصولوں پر ڈھال لیں گے۔

محترم نے بھی اس بات پر غور کرنے کی مشائخ و محبت نہیں فرمائی۔ کہ حکومتوں کے دباؤ سے نہ کبھی لوگوں کی زندگیوں کو اسلامی اصولوں میں ڈھالنا گئی ہے۔ اور نہ آئندہ کبھی ڈھالنا جاسکتی ہے۔ اگر عورتوں کی صاحب کے استدلال سے محترم آزاد ہو کر قرآن کریم کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام کے طریق کار پر غور فرمائیں۔ تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ "اسلام بذریعہ حکومت کبھی قائم نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہی حکومت ہے جو پہلے ایک فرد پھر افراد کے دل پر قائم ہوتی ہے۔ اور بعد میں اجتماعی صورت اختیار کرتی ہے۔ یہ ازل وابدی خدائی حکومت ہے۔ خالی اللہ تعالیٰ ہی حکومت نہیں۔ کہ جسکو انہیں ہوں اور جو عورتوں کی دھمکیوں سے قائم کرنا اور رکھنا پڑتا ہے۔"

آپ کو یہ تو بتایا گیا ہے کہ حکومتیں اللہ تعالیٰ ہی قائم کرتی ہیں۔ ایک لادینی حکومت اور ایک حکومت الہیہ۔ آپ کو یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرنا ہے۔ نہ کہ اس سے آگے کچھ نہیں بتایا گیا۔ خلیا آپ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ لادینی حکومت اور حکومت الہیہ میں کیا فرق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے جہد عورتوں کی صاحب کو قابل نظر انداز ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ خود ان کو ان واردات کا ذاتی تجربہ نہیں ہے۔ جو لادینی حکومت اور حکومت الہیہ کے بنیادی امتیاز کو متعین کرتی ہیں۔ اور یہ واردات وہ ہیں۔ جو نہیں پیدا ہو سکتیں۔ بغیر تعلق باللہ کے۔

اگر آپ فوراً فرمائیں گی تو دیکھیں گی۔ کہ اس وقت جو بیماری نعل ان نیت کی جڑ گھن کی طرح کھڑی ہے وہ تعلق باللہ کا انکار ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ آج اگر کوئی تعلق باللہ کا ادا کرنے لگے رکھتا ہے۔ تو اسپر وہی اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ جو قرآن کریم کے مطالبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام پر ان کی توہین کوئی جانی آتی ہے۔ اس کے البانات۔ اس کی پیشگوئیاں۔ اس کے معجزات پر اسی طرح ٹھٹھا اڑایا جاتا ہے۔ جو طرح پہلوں پر اڑایا گیا ہے۔ اس زمانے کے عقائد اس پر ہیں اس طرح کجانت۔ یہودیت اور مجوسیت کا الزام لگاتے ہیں۔ جن طرح پہلے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں پر لگائے گئے ہیں۔ ان پر جنہوں نے زمین پر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنے کی کوششوں میں اپنی زندگیوں صرف کر دیں ایک معمولی سا سوال ہے جو کا جواب ہر عقیدہ انسانی سے غور و فکر کا طالب ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی دیکھا یا سننا ہے کہ کسی بادشاہ سے تو کوئی تعلق رکھتا ہے جو اس سے کبھی ہٹا کر اس کی جگہ

نہ اسکو جانا پڑے نہ پہچانا ہو۔ الغرض کسی قسم کی اس سے جان پہچان نہ ہو۔ یعنی اس کا ضابطہ دیوانی اور ضابطہ فرہادری پڑھ کر اسکی حکومت قائم کرنے کے لئے کوئی کھڑا ہو جائے۔ سوال اس کی حکومت قائم کرنے کا ہے۔ اس کا قانون راجح کرنے کا نہیں ہے۔ قانون تو ایک ملک والے دوسرے ملک سے نقل کر ہی لیا کرتے ہیں۔ ابھی پاکستان اسمبلی نے جو دستور سازی کے لئے کمیشن بنائی تھی۔ اسکا رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیولوں حکومتوں کے دستور جمع کئے گئے۔ اور ان کا بغور مطالعہ کیا گیا۔ فرض کیجئے ہم یہاں پاکستان میں امریکہ کا دستور اپناتے ہیں۔ تو اس سے یہاں روہین کی حکومت قائم نہیں ہو جائیگی۔ اور نہ وہاں کا دستور اپنانے سے سٹالین کی دستور خواہ کسی ملک کا اپنایا جائے حکومت پاکستانیوں کی ہوگی۔ لیکن اسکے برخلاف اگر ہم چاہیں کہ یہاں کسی بادشاہ کی حکومت ہو۔ تو پھر اس کی حکومت قائم کرنا پڑے گی تمام سرکاری کاغذات اس کے نام کے بنائے جائیں گے۔ اور سب سے بڑھ کر اس کی وفاداری کا حلف اٹھانا پڑے گا۔ کیا یہ ممکن ہے کسی کو ایسے بادشاہ سے جان پہچان تو کوئی نہ ہو۔ اور وہ جو نہیں محض اسکے اچھے قانون کو دیکھ کر اس کی حکومت قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔

پھر بتایا جائے کہ تعلق باللہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کا کوئی کس طرح دعوے کر سکتا ہے۔ اور اس میں کس طرح کا ایسا ہو سکتا ہے۔ جس طرح کسی بادشاہ کی حکومت قائم کرنے والے پر یہ سوال پڑتا ہے کہ ہم کو بادشاہ سے کیا تعلق ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے والے سے یہ سوال کیوں نہیں پڑ سکتا۔ یہاں کجا ہو سکتا ہے کہ قرآن میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ کہ ان الخلق الا اللہ یہ کافی ہے۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک و نوحیوں حکم دے دیا۔ ہم سب کو مان لینا چاہیے۔ اس مشبہ کا تدارک اور باقوں سے جو سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اگر کوئی بادشاہ اپنے ضابطہ میں ایسا ہی کچھ دے تو کیا آپ اس کے داعی سے یہ سوال نہیں کریں گے کہ تمہارا اس سے کیا واسطہ ہے۔ وہ سر کی بات یہ ہے کہ اگر ایسا ہو سکتا۔ تو خلافت راشدہ کے بعد آج تک صرف قرآن کریم کی روشنی میں کوئی حکومت الہیہ ہی ہوتی۔ کیا اس کی ایک بھی مثال دی جاسکتی ہے۔ یہاں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور سیدنا محمد بریلوی رحمہم علیہم اثنی عشر نہیں کی جاسکتی۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ دونوں بزرگوں کا اللہ تعالیٰ نے سے تعلق تھا۔ اور اسکے برخلاف کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔

اس سے عرض ہے کہ قرارداد متصادم کے پاس ہو جانے سے بد یہ حکم قرآن کریم کے

بآل دیکھیں اللہ کام دہا

میں تری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

قلب پورب (انٹرنیشنل) میں تبلیغ اسلام

(رپورٹ ۱۵ اپریل)

ازکرم شیخ ناصر احمد صاحب فی سائنس۔ انچارج محمد مشن ٹیوشنرز لیزڈ

بظاہر یہ ممالک بہت ترقی یافتہ ہیں اور ہر حادثہ کا سبب اور ہر حقیقت کی ترقی دریافت کرنے میں بدلو ملے رکھتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ روحانی امور میں یہ مطلقاً کچھ سمجھی نہیں جانتے۔ بڑے بڑے سائنس دانوں سے پوچھ لے اور مادہ لوح ہیں۔ اس کو یہ سب سے اہمیں قطعاً آسمانی نہیں تھی تو ہر قسم کی ان پستاب پیمانیوں کے بیٹھے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کو کسی صداقت کا قائل کرنا آسان امر ہے۔ ان کی ظاہر ترقی نے ان کے اندر ایک بجا خودی خود پسندی اور کبر کے مادہ کو پروان چڑھایا ہے۔ ان سے زیادہ کون کسی علم و ہنر میں ماہر ہو سکتا ہے ان کے معلومات میں کون اضافہ کر سکتا ہے۔ انہیں کون صداقت کی راہ دکھا سکتا ہے۔ مشرق و اول کے پاس صداقت کہاں۔ انہیں نہ علم نہ ذوق حقیقت ان کی مجال کہ ترقی یافتہ یورپ کو کچھ سکھانے کا دعوئے کریں۔ بس یہ توگ ہی نشہ میں محو رہیں یہ جہالت کی وہی نیند میں سو رہے ہیں۔ ان کے اس خود پسندی کے نشہ کو دور کرنے اور انہیں جہل کی نیند سے بیدار کرنے کے لئے جو حقیر کوشش ہو رہی ہے ان کا ایک پہلو ملاحظہ فرمائیے۔

اعمال و اصول میں تبلیغی مینڈنگ

ان ممالک میں پہلے تبلیغی مینڈنگ کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے کا تجربہ پہلے یہاں ٹیوشنرز لیزڈ میں ابتدا سال ۱۹۵۴ء میں کیا گیا۔ یہ طریق خدا کے فضل سے بہت مقبول ہوا۔ چنانچہ اب تک یہاں ایسے سترہ اجلاس منعقد کئے گئے ہیں۔

مورخہ ۱۹ اپریل کو اٹھارواں اجلاس ہوا۔ جس میں پہلے خاکسار نے اسلام کے مستقبل پر تقریر کی اور بتایا کہ اب حضرت مسیح موعودؑ کی جنت کے بعد دنیا کی لہر بدل چکی ہے اور ہر دن اسلام کی فتح کو قریب تر لاد رہا ہے۔ ایک وقت تھا جب دنیا اسلام کو حقیر سمجھتی اور اپنے پاؤں تلے سے کھینچنے کو سہل امر خیال کرتی تھی۔ لیکن اب خدا کی تیر بیدار ہو رہا ہے اور اس کے جانگنے کی پہلی علامات ہی مخالفین کے لئے تشویش کا بیجا ہار رہی ہیں۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقفہ دیا گیا۔ اور یہ سلسلہ سو اٹھ تک جاری رہا۔ اسلام کو دنیا جنت بند مینڈنگ کا اعتراف نہیں ہوا۔ ایک صاحب نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے جہلیس میں اور اسلام پھیلا یا۔ انہیں بتایا گیا کہ کس طرح حضرت عمرؓ خود تلوار اٹھاتے تھے۔ مگر اسلام کے مقدس تہی کو قتل کرنے کا عزم کئے گھر سے

نکلے اور راستہ میں خود ہی اسلام کی تمثیل صداقت کا شکار ہو گئے۔ بس اسی تلوار نے دوسروں کو بھی اسلام کا گھائل کیا کہ نہ تو لادائی ہتھیار نہ۔ حاضرین پر حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے واقعے نے خاص اثر کیا۔ ایک صاحب نے ضمنی طور پر کہا کہ جب حضرت مسیح سے حواریوں نے پوچھا کہ ان کے پاس کتنی تلوا رہی ہیں تو انہوں نے کہا صرف دو۔ تو اس پر حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں بھی کام کر چکے ہوں۔ اس پر تو ان کا جو دلہنیش کر کے بتایا کہ حضرت مسیح نے تو سب کو تلوار خریدنے کی تلقین کی تھی حتیٰ کہ تمہیں بھی کر بھی۔

اقتصادیات نیز امور عظیم کے فرق پر ایک سوال کے جواب میں اسلام کے اقتصادی نظام کا ڈھانچہ پیش کیا۔ عرب ممالک میں اسلام اور احمدیت کی تقریبی برابریا کہ ہمارے مشن وہاں بھی کام کر چکے ہیں۔ احکام اکل و شرب ذریعہ بخت آئے۔

محترمہ ناصرہ زمران کی تقریر

اس موقع پر ہماری ڈیج احمدی بہن جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ ڈیج زبان میں کیا تھا موجود تھیں چنانچہ اخبار میں اعلان کے مطابق انہوں کی تقریر تھی۔ محترمہ زمران نے بتایا کہ آپ نے اسلام کو کیوں قبول کیا اور فرمایا کہ ان کے دل میں پیشہ یہ بخش تھی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو کیوں صلیبی موت پر مرنے دے کر مخالفین کو آپ کو فوڈ یعنی فرار دینے کا موقفہ دیا۔ اس موقع پر وفات مسیح کے سلسلہ کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں مسیح علیہ السلام پر جس شدت سے ایمان رکھتی ہوں شاید بہت سے عیسائی بھی اتنا ایمان نہ رکھتے ہوں۔ بالخصوص جبکہ میں نے آپ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰؐ کو خدا کا سچا پیغمبر تسلیم کر لیا ہے اور عیسائیوں نے آپ کا انکار کر کے خود حضرت عیسیٰؑ کا انکار کیا ہے۔ اسلام ایک دنیا مذہب ہے جو فطرت انسانی کے مطابق ہے جو ہم میں خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کی جستجو پیدا کرتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام پر خبر مسیح کے اعلان پر مشتمل ٹریک بھی تقسیم کئے گئے۔

انیسویں تبلیغی مینڈنگ

اس ماہ ایک اور تبلیغی اجلاس مورخہ ۱۶ اپریل کی شب کو منعقد ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار نے قرآن کریم کی تعلیم کا اجمالی نقشہ پیش کیا اور بتایا کہ قرآن کریم کس طرح ہر شعبہ زندگی کو ہمارا رہنما بنا کر تا ہے۔ مذہب کی ابتداء۔ نبوت کی تشریح۔

ملائی حقیقت جان کرنے کے علاوہ عملی زندگی میں قرآن تعلیم کو پیش کیا تقریر کے آخر میں حاضرین کو حسب معمول سوالات کا موقفہ دیا گیا۔ اور سوال و جواب کا یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس دوران میں کئی فیڈ بک سے سلوک کے متعلق نیز غلامی پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ شنبہ اور سنی کے اختلاف کا ذکر آیا۔ اسلامی ڈیموکریسی پر ایک سوال کا جواب دیا اور بتایا کہ ڈیموکریسی نہ صرف اسلام میں ممکن ہے بلکہ قرآن کریم پہلی کتاب ہے جس نے اسے پیش کیا۔ پھر آئین انسانی کی غرض بیان کی۔ آئندہ کے وجود اور ان کے فریقوں کے متعلق ایک سوال کا تفصیلی جواب دیا۔ اسی طرح شیطان کی طبیعت کو واضح کیا۔ عورت کے دورہ کے متعلق اسلامی اور بحلی تعلیم کا موازنہ کیا۔ نقد اور ذوا ج کی ضرورت۔ شرائط اور حکمت بیان کی۔ ایک خاتون سے جنہوں نے حال ہی میں قرآن کریم کے جوہر ترجمہ مطالعہ ختم کیا ہے دریافت کیا کہ جنت کا وعدہ انہیں مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں اس پر انہیں سورہ احزاب کی آیت ۳۱ کی طرف توجہ دلائی۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ خدا کے فضل سے بہت دلچسپ اور موثر ثابت ہوا۔ در بعض لوگوں نے اقرار کیا کہ واقعی قرآنی تعلیم بس رنگ میں انسانی زندگی پر حاوی ہے بحلی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

آخر میں اعلان کیا گیا کہ آئندہ تبلیغی مینڈنگ مورخہ ۲۵ مئی کو منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز احباب سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تبلیغی ملاقاتیں

ایک روز ایک دوسرے خاتون ملاقات کے لئے آئیں۔ انہیں ہستی باری تعالیٰ کے لئے دلائل دئے۔ اور خدا تعالیٰ سے ہر طرح دعا صحیح راستہ دریافت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز قرآن کریم کا جوہر نسخہ بھی ان کی خدمت میں مطالعہ کے لئے دیا۔

ایک روز دو نوجوان طالب علم اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے۔ ایک نوجوان کا جوہر قرآن کریم کا عربی زبان میں مطالعہ کر رہے ہیں انہیں دو مواقع پر ملاقات کی دعوت دیا۔ اور دونوں موقع پر اسلام کی تعلیم اور قرآن کریم کی بعض آیات پر گفتگو ہوئی۔ وہ اسلامی تعلیم سے متاثر ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں صداقت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک روز ایک انصافی صاحب جو کابل کے رہنے والے ہیں اپنے ایک دوست کے ہمراہ ملاقات کے لئے آئے اور فرمایا ہونے دو گھنٹے دونوں کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ ان عالم کو قائم کرنے کے ذریعہ اسلامی عبادت اور ان کی فلاحی اور جنت بعد الموت وغیرہ امور ذریعہ بنائے۔

میمبرگ ریڈیو پر تقریر

ذیل میں خاکسار کی اس تقریر کا تاہم دوبہ جاتا ہے

جو آج میمبرگ ریڈیو نے نشر کیا۔ اس تقریر کا ریکارڈ خاکسار کے قیام جرمنی کے دوران میں کرنا گیا تھا۔

”مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ میں ایک مزدورستان ہونے کی حیثیت سے یورپ کے ممالک کے متعلق اپنا نظریہ پیش کروں۔ اس سوال کی عمومی حیثیت کے پیش نظر جواب قدرے مشکل ہے مشرقی ممالک میں رہنے والے کا نظریہ دو رنگ ہو سکتا ہے۔ اول یورپ میں آنے سے قبل اس کے حزب کے متعلق خیالات۔ دوسرے مغربی ممالک میں آکر فرد حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس کا نظریہ۔ پہلے حصہ کے متعلق میں اختصار کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو اس امر کے کہ ماضی قریب تک ہم مغرب کے محکوم رہے ہیں۔ یورپ میں سیاست میں گہری دلچسپی لینا ہمارا معمول رہا ہے۔ یورپ پر ہمارے دیکھنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمارے خیالات اور ہمارا علم ایک حد یورپ سے متاثر رہے۔ یورپ کو ہم دلائیہ سمجھتے تھے اور ان کا ہم اعظم تصور کرتے تھے۔ لازمی طور پر ہم میں ایک احساس کمتری تھا۔ ہم یورپ میں احرار کو محض چہرے کی رنگت کے شناخت کرتے اور لہذا انکو یورپ۔ جرمن۔ فرانسیسی میں کوئی فرق نہ رکھتے تھے بلکہ ہر ایک سے یکساں عزت سے پیش آتے۔

یورپ میں بنی ہوئی اشیاء ہم اپنی ملکی اشیاء پر ترجیح دیتے تھے اور بجائے اس کے کہ ہمارے ممالک کی صنعت ہماری صنعت سے بہت زیادہ تھی۔ اگرچہ ہمارا اپنا ملک خام اشیاء کا ذخیرہ رکھتا تھا اور ہر وقت اسے تاجیم ہمارے لئے جو یورپ پر بہت زیادہ ہمارے دیکھنے کے اپنی صنعت کو فروغ دینا ممکن نہ ہوا۔

ان تمام امور کے باعث ہم یورپ کو علم و ترقی میں ایک مثال گردانتے تھے۔ یہ وہ خیالات ہیں جو ان ممالک میں آنے سے قبل ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ان ممالک میں آکر اور مختلف مغربی اقوام کو قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی مذکورہ بالا تقریر کی بجلی تردید نہیں میں کی جا سکتی۔ تاہم مجھے اپنے تصور کے یورپ اور حقیقی یورپ میں بہت فرق نظر آتا ہے۔

آج یورپ حسنہ حالی میں ہے۔ میں آپ سے دیانت داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس بڑے اعظم کی موجودہ صورت حالات کو دیکھ کر میرے دل میں عزت و رعب کے وہ جذبات پیدا نہیں ہوتے جو جذبات ساڑھے تین سال قبل مندوستان میں میرے اندر تھے۔ میرے دل کی یہ کیفیت اس امر کے باوجود ہے کہ میں ان ممالک میں خود اپنے ملک کے خلاف بعض منصفیہ جذبات کے کرایا تھا ترقی یافتہ یورپ کو قریب کی معلومات۔ ایجادات۔ سائنس کی ترقیت اور مادہ کے عالم میں کمال حاصل کرنے کے لئے بھی تگ مشرقی ہم ایک دنیا نفوق حاصل ہے۔ جس پر بظاہر مشرقی اور مغربی ہر شعبہ

میں ایک مثال گردانتے تھے۔ یہ وہ خیالات ہیں جو ان ممالک میں آنے سے قبل ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ان ممالک میں آکر اور مختلف مغربی اقوام کو قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی مذکورہ بالا تقریر کی بجلی تردید نہیں میں کی جا سکتی۔ تاہم مجھے اپنے تصور کے یورپ اور حقیقی یورپ میں بہت فرق نظر آتا ہے۔

آج یورپ حسنہ حالی میں ہے۔ میں آپ سے دیانت داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس بڑے اعظم کی موجودہ صورت حالات کو دیکھ کر میرے دل میں عزت و رعب کے وہ جذبات پیدا نہیں ہوتے جو جذبات ساڑھے تین سال قبل مندوستان میں میرے اندر تھے۔ میرے دل کی یہ کیفیت اس امر کے باوجود ہے کہ میں ان ممالک میں خود اپنے ملک کے خلاف بعض منصفیہ جذبات کے کرایا تھا ترقی یافتہ یورپ کو قریب کی معلومات۔ ایجادات۔ سائنس کی ترقیت اور مادہ کے عالم میں کمال حاصل کرنے کے لئے بھی تگ مشرقی ہم ایک دنیا نفوق حاصل ہے۔ جس پر بظاہر مشرقی اور مغربی ہر شعبہ

میں ایک مثال گردانتے تھے۔ یہ وہ خیالات ہیں جو ان ممالک میں آنے سے قبل ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ان ممالک میں آکر اور مختلف مغربی اقوام کو قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی مذکورہ بالا تقریر کی بجلی تردید نہیں میں کی جا سکتی۔ تاہم مجھے اپنے تصور کے یورپ اور حقیقی یورپ میں بہت فرق نظر آتا ہے۔

آج یورپ حسنہ حالی میں ہے۔ میں آپ سے دیانت داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس بڑے اعظم کی موجودہ صورت حالات کو دیکھ کر میرے دل میں عزت و رعب کے وہ جذبات پیدا نہیں ہوتے جو جذبات ساڑھے تین سال قبل مندوستان میں میرے اندر تھے۔ میرے دل کی یہ کیفیت اس امر کے باوجود ہے کہ میں ان ممالک میں خود اپنے ملک کے خلاف بعض منصفیہ جذبات کے کرایا تھا ترقی یافتہ یورپ کو قریب کی معلومات۔ ایجادات۔ سائنس کی ترقیت اور مادہ کے عالم میں کمال حاصل کرنے کے لئے بھی تگ مشرقی ہم ایک دنیا نفوق حاصل ہے۔ جس پر بظاہر مشرقی اور مغربی ہر شعبہ

میں ایک مثال گردانتے تھے۔ یہ وہ خیالات ہیں جو ان ممالک میں آنے سے قبل ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ان ممالک میں آکر اور مختلف مغربی اقوام کو قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی مذکورہ بالا تقریر کی بجلی تردید نہیں میں کی جا سکتی۔ تاہم مجھے اپنے تصور کے یورپ اور حقیقی یورپ میں بہت فرق نظر آتا ہے۔

مشرق و ماہ سیاسی طور پر مغرب آرا دیوہ اس کا
 محکوم ہو۔ اقتصادی لحاظ سے بلاشبہ مغرب پر مدار
 رکھنا ہے۔ مگر مجھے یورپ کی ایک جہت ہی میں
 ترقی خسرناک نظر آتی ہے۔ یہ وہ علم و تہذیب
 ہے جو اپنی توجہ مرکوز کر کے ہوئے ہے۔ اپنے جسم
 کی طرف توجہ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنی روح
 سے تعلق غافل ہو جائیں۔ اپنے جسم کے متعلق فکر
 کرنا ضروری ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری
 روح کا نگہ ہے اور اگر ہم اپنی روح کا خیال ترک کر دیں
 تو ہمارا وجود گمراہی کی حالت میں لیکن انجام کار
 جسم کے لئے بھی نقصان دہ بن جاتا ہے۔

خاص جسمی کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ
 ہندوستان میں ہم جس قوم کی محنت کی داد دیتے
 تھے۔ جس قوم ایک زبردست قوم تھی اور پھر
 اب بھی ہے۔ بغیر اس کے کہ کسی ایک قوم کو زیر الزام
 لایا جائے عمومی رنگ میں میں یہ کہتا ہوں کہ جسمانی
 میں جو تہا ہی اور پونہاک بربادی نظر آ رہی ہے
 وہ یورپین اقوام کی معدوم محنت و قابلیت کی
 متقاضی ہے اس صورت حالات کی اس قوم
 استعماری سے مطابقت دکھانا مشکل ہے جس کی
 بدولت یورپ کو صنعتی ترقی حاصل ہوئی۔ میں اپنے
 نفس سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یورپ کی صنعت و
 سائنس کس کام کی اگر اس کے نتیجے میں پانڈار اس
 حاصل نہیں ہوا؟ اس میں سائنس کا تصور نہیں
 ہم سے ملزم نہیں کر سکتے۔ بیاد ہی طور پر کہیں
 کوئی نقص ہے۔ یورپ نے مادی ترقی کو ایک
 خوشحال سوسائٹی کی بنیاد سمجھا۔ آج یورپ مادیت
 میں اس قدر مستغرق ہو چکا ہے کہ روح کی طرف
 توجہ کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔

یہ بعد وہ اس لئے کہ اس سے جتنا علم و
 مادیت کی حکومت رہے گی اتنا ہی زیادہ مشکل ان
 کا قیام ہوگا۔ امر باطل صاف ہے کہ انسان
 ان مشینوں کا غلام بن کر رہے جو اس کے کام
 کو سہل بنانے کے لئے ایجاد کی گئیں۔ شاید
 اس کی وجہ یہ بیان کی جائے کہ انسانی ترقی کا ہر مرحلہ
 نصب العین کو اور ملکہ کر دینا اور انسان کے جسم
 کو بڑھا دینا ہے۔ یہ قول مشینوں کی مخالفت میں
 نہیں کہا گیا مجھے ان کی ضرورت کا اعتراف ہے۔
 مقصد صرف اس حقیقت کو اجاگر کرنا ہے کہ نظر
 زندگی میں ایک بنیادی نقص ہے۔

یورپ میں مشینیں انسان کی نہیں بلکہ انسان
 مشینوں کا خادم ہے۔

(روحانی دائرہ میں یورپ کو بہت تلاش
 پاتا ہوں۔ اس موقع پر مجھے خدا کے رسول محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول یاد آ گیا ہے جو آپ
 نے کئی صدیاں پیشتر فرمایا کہ ایک شخص نے
 ہوگا۔ جو بہت جھوٹ ہوئے گا اور ایک آنکھ
 سے کان ہوگا۔

کیا اس کے یہ معلوم نہیں ہونا کہ محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم نے یورپ مادیت کے غمگین کو قیل از وقت
 صحابہ کی اقا وہ مادیت جو اب خستہ کی دہرائی سے
 عالم میں بٹھ کر رہی تھی ہے۔ کیونکہ ایک آنکھ سے
 کافی ہے اور روح کی طرف نظر نہیں کرتی۔ مادیت
 خلافت یہ کوئی تہذیب نہیں تھی۔ جس
 کہا جائے کہ یورپ کی ایک آنکھ تہذیب اور عادت
 دیکھی ہے لیکن دوسری ظلمت سے نور کو سناہنت
 نہیں کر سکتی۔ کیا یہ عجیب و غریب نہیں کہ مغربی اقوام نے
 پہاڑوں کی بلندیاں اور سمندروں کی گہرائیاں تو ستر
 کر لیں۔ پر نہ سمجھے تو اپنے نفس کو وہ ہر حادثہ
 کا سبب تلاش کرنے میں اور واقعات کو سائنس
 کی تحقیقات کی روشنی میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔
 تحقیق کے اس حیز کو بڑا زیادہ دیا جاتا۔ اگر
 زندگی کے دوسرے پہلو کی جستجو بھی اسی تہذیب
 سے ہوتی یہ لوگ اگر سمندروں کی گہرائیوں سے
 موتی نکال لاتے ہیں تو ان کے لئے خدا کی نکالیں
 کیوں ممکن نہیں؟

یہ لوگ اگر تو زمین قدرت سے عطا شدہ آجی زندگیوں
 صورت کر دیتے ہیں تو ان کے لئے صداقت کے میدانوں
 کی تلاش کیوں ممکن نہیں؟ میرے دل میں اکثر یہ سوال
 پیدا ہوا ہے کہ وہ لوگ جو یورپ میں اسی جگہ کسی
 مذہب کو مانتے ہیں کہ وہ واقعی ان امور کی حقیقت کو
 پہچانتے ہیں جن پر ان کا ایمان ہے؟ کیا ان کا ایمان
 ان کی زندگیوں میں عملی انقلاب پیدا کرنا ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے مسائل کا حل اس
 چیز میں ہے جس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاسکتی
 نا حال نہیں سمجھے مغرب و مشرق میں لیکر غلام پایا
 جاتا ہے۔ نہ میں مغرب کو کال لگتا ہوں اور نہ مشرق
 کو۔ میری رائے میں دونوں کو اس چیز کی ضرورت ہے
 جس کا ان کے ہاں نقد ان ہے۔ مشرق اور مغرب ایک
 دوسرے سے تعاون کر سکتے ہیں اور نہیں
 کرنا چاہئے۔ بغیر اس باہمی تعاون کے دنیا کی
 مشکلات کا حل ہونا ممکن نہیں۔

(انسان کو اب نئے نئے گمراہی سے کوشش کرنی چاہئے
 اور ایک نئی بنیاد پر۔ اگر اتحاد قائم کی کوئی بنیاد ملے
 تو سب اقوام کی یہ توشہ مستی ہوگی۔ ہاں یہ زیادہ محض
 اسی صورت میں قابل اعتماد ہو سکتی ہے جب یہ انسانی
 دماغ کا اقتدار نہ ہو بلکہ آسمانی اہرام پر مبنی ہو)
 سائنس کی تحقیقات اگرچہ فی نفسہ مفید اور اہم
 ہیں۔ لیکن فطرت قوی کا غلط استعمال انسان کو
 مشکلات میں پھنسا دیتا ہے۔ ہم محض اسی صورت میں
 باشعور انسان کہلا سکتے ہیں۔

ہم اپنے ہمسایوں کو ڈنکار دیں۔ اس صورت میں انسانیت
 کا لقب ہمیں ذیہ نہیں دے سکتا بلکہ ہم پر تو بھگلی
 جانور ہی ٹھہرے ہوں گے۔

(اس وقت آزاد ہونے سے ہمارا ذمہ دہری ہے
 کہ اپنے آپ کو افسانہ ثابت کر کے صنعت سائنس
 اور تمدن بھی مفید میں اگر ہم اپنی فوری ضرورت کو
 صحیح راستوں پر جانیں۔ یہ چیز ہے جس کی مغربی
 ممالک کو کچھ خاص ضرورت ہے۔ میں وہ ہرانا ہوں
 کہ ہم پاکستانی مادیت کے عالم میں یورپ کو قطعاً
 متاثر نہیں جانتے۔

ہمارے لئے مایوس ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں۔
 ایک مومن بہت نہیں مار سکتا۔ وہ اس یقین کی نشان
 پر قائم ہے کہ خدا جیاری مدد کرے گا۔ خدا صرف
 مندوستانوں یا مصریوں ہی کا خدا نہیں وہ یورپ
 کا بھی خدا ہے۔ ہم خوار و سچھوڑ دیں لیکن وہ
 ہمیں ترک نہیں کرتا۔ وہ صرف ہم سے یہ چاہتا ہے
 کہ ہم اس کے فریضہ کو ادا کریں۔ جو ہمیں کہ انسانیت خدا کی
 طرف جھکے گی اس کی سب مشکلات خود بخود رفع
 ہو جائیں گی۔

شاید یورپ اس میدان میں بھی ایک مثال قائم
 کر سکتا ہے اگر یورپ مجھے خدا کی تلاش اسی جوش
 محنت اور توجہ سے شروع کر دے۔ جس محنت اور
 جوش اور توجہ سے وہ دوسرے امور کی جستجو کرتا
 ہے وہ دیگر سب اقوام کے لئے سب رہبر
 بن جائے گا۔

ایک روز ایک صاحب HERR
 HARTMAN V کی دعوت پر ان کے ہاں
 گیا۔ ان کی پوری تیز دو اور افراد بھی موجود تھے
 اسلام کے متعلق دلچسپ گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا
 ایک بعد دیکر سے اسلام کا ٹکڑے ہونے کے ثبوت ان کے

سائنس پیش کرتے دو تہذیب کو جو تہذیب مذہب
 کی آپ کو نور کے ذمہ میں ہے وہ باطل یا فخر
 ہے۔ اسلام تو ایک مادیت نامہ ہے جو ہمیں
 قدم قدم پر سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔
 اسلام کے معاصر ترقی نظام پر گفتگو ہوئی۔ عورت
 کے ذریعہ پر گفتگو ہوئی۔ اقتصادیات کا مسئلہ پیش
 آیا۔ ایک صاحب بڑے وقت کے کھتے رہے کہ
 یہ ناممکن ہے کہ اسلام اس ملک میں پھیل جائے۔
 اس پر انہیں تفصیل سے بتایا گیا کہ جب اسلام
 کے متعلق ہمیں ہرگز گناہوں پوری ہو چکی ہیں۔ تو
 شوکت اسلام کی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ تو
 رہیں گی۔ قرآن کو سیم کی بے نظیر حفاظت کو پیش
 کیا۔ غرضیکہ یہ دلچسپ سلسلہ کلام دیرین گفتگو
 تک جاری رہا۔ بعد میں ان میں سے ایک صاحب کو
 اقتصادی نظام کے متعلق کتاب مطالعہ کے لئے
 سمجھوائی گئی۔

متفرق!

ایک روز ترک کے سابق شاہی خاندان کے ایک
 فرد پرنس عثمان جاسی سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اسلام کا
 دروہے اور انہوں نے کام میں مدد کرنے کی
 توجہ کی۔ ان سے بعد میں بھی ملاقات کی امید ہے۔
 دو افراد کو جن کے خطوط انگلستان سے آئے تھے
 جواب دہیے گئے۔ ایک شخص کو ایک کڑ لٹنٹہ تقریر کا
 ایک حصہ حسب خواہش سمجھوایا گیا۔ ایک اور صاحب کو
 خط لکھا گیا۔ آخر میں خاک را حساب کرام کی خدمت میں
 درخواست کرتا ہے کہ احباب دعا فرمائیں کہ ان ممالک میں
 خدا کے لئے جلد اسلام کو پھیلا دے ہماری اولیٰ دور
 حقیقت کشیش فرشتوں کی انواع کی مدد کو جذب کر لیا
 باعث نہیں۔ خدا کے لئے سب لکھا گیا و نامہ جو اور میں
 اور حکمت اور غلط حسد کیا ہے میزبان کی اشاعت کی
 توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تم آمین۔

قادیان کے درویشوں کی امداد!

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

- میں نے افضل کے ذریعہ مختلف موقعوں پر قادیان کے عزیز درویشوں یا ان کے پاکستان میں رہنے
 والے عزیز رشتہ داروں کی مدد کے لئے اپیل کی ہے۔ جس پر کئی دوسروں نے توجہ دے کر جواب
 حاصل کیا ہے۔ اب اسی تعلق میں مجھے ذیل کی چار رقمیں پہنچی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کے سچے اپنے
 دلوں کو جہاں ائے خیر عطا کرے۔ اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین
- (۱) اذلیہ صاحبہ جو ہدی شاہ نواز صاحبہ کلفتن روڈ کراچی / ۳۰ روپے
 - (۲) اقبال میگ صاحبہ جو جو ہدی بشیر محمد صاحب پسر جو ہدی فقیر محمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
 پولیس لاہور کی اہلیہ ہیں / ۲۰ روپے
 - (۳) نذیر احمد صاحب ڈار دارالاسلام مشرقی افریقہ / ۱۰ شلنگ
 - (نوٹ) یہ صاحب پھیلے بھی کچھ رقم بھیج سکتے ہیں
 - (۴) اذلیہ صاحبہ جو ہدی فضل کریم صاحب برڈ اسٹریٹ بورے والا ضلع ملتان / ۲۰ روپے
- بھئی اللہ خیراً
 مرزا بشیر احمد صاحب دین باغ لاہور

تحریک جدید اور بیرونی ممالک کی جماعتیں

تحریک جدید کی پانچ سو تالیس فوج کے مجاہدوں کو یہ فخر اور سعادت حاصل ہے کہ وہ تحریک جدید کے دفتر اول کے پندرہویں سال میں جو قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور ایک دو سو سے بڑھ چڑھ کر خوشی کے ساتھ اپنی قربانی راہِ خدا میں کر رہے ہیں۔ یاد دفتر دوم کے سال پنجم میں تو سے رہے ہیں۔ ان کا تمام ادب و بیرونی ممالک میں جو مبلغ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یا جو یہاں ان کی جگہ جانے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ان پر خرچ کیا ہوا ہے۔ اور جون جولائی میں یہ خرچ ایک بھارت بیرونی ممالک کے مبلغوں کے ہفت چھ ماہ کا پیشگی خرچ اور کونے اور تیار کر کے والے مبلغوں کو کالجوں، فیسوں میں داخل کرنے اور تحریک جدید کے واقفین جو گفتم فرید ناچا میا صاحب کی مشرت دینا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے خسراجات کے ادا کرنے کے لئے ۳۱ مئی تک وعدوں کا متوفی نہ ہو۔ پورا جو بنانا ضروری ہے۔ یہ ہر شخص جو تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لے رہا ہے۔ اسے ابھی سے یہ کوشش کرنا چاہیے۔ کہ اس کا وعدہ ۳۱ مئی تک مرکز میں متوفی نہ ہو جائے۔ تاہم سلسلہ کی ضرورت کے وقت زیادہ فائدہ پہنچانے والا اور سال بقون الا و لون کا حق حاصل کرنے والا ہو۔

بیرونی ممالک کی ہمسہ دستانی جماعتوں اور ان کے براہ راست وعدہ کرنے والے مخلصین کے لئے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ اپریل تھی جو گذر چکی ہے اور ان جماعتوں اور براہ راست وعدہ کرنے والے اجاب کے لئے جو اسی ملک کے باشندوں پر مشتمل ہیں وعدہ کرنے کی آخری میعاد ۳۱ جولائی ہے۔

اور وعدہ کی ادائیگی کرتے وقت خصوصیت سے تحریک جدید کا چند درجہ کرادیں۔ فہرست حسب ذیل ہے۔

بیرونی: اس جماعت کی وعدوں کی فہرست کوئی نہیں ملی۔ مگر کارکنان فرماتے ہیں۔ کہ ایک فہرست ارسال ہو چکی ہے۔ لیکن اس جماعت کے بعض مخلص مجاہد اپنا وعدہ پورا نہیں کر چکے ہیں۔ جیسا کہ جناب محمد اکرم خان صاحب عذری کہ تحریک ستمبر ۲۰۰۰ء میں شامل تھے۔ اور ارادہ تھا کہ ۵۷ ماہوار کی شرح سے ادائیگی تاجاؤں۔ مگر آئندہ سال سرچوہری محمد تقی صاحب نے جب وعدہ کے ساتھ ہی چلے گی روہ میں چند ہویں سال کا داخل کر دیا۔ اور اس کا ذکر انہوں نے پڑھا۔ تو سلسلہ کی اس ضرورت کے پیش نظر جس کا ذکر نوٹ میں اور ہے۔ انہوں نے اپنے دل سے فیصلہ کیا۔ کہ میں اپنا وعدہ ۵۵/۱۰۰ ٹلنگ ایک مشرت ہی ۳۱ مارچ سے قبل ادا کروں۔ چنانچہ پانچ ماہ ادا کر چکے ہیں۔ جس کا رقم احمد احمد حسن الجوزاؤ ڈاکٹر سید لالت شاہ صاحب ۱۰۰۰ آپ ہر سال اپنے وعدے کے ساتھ ہی ادا فرمایا کرتے ہیں

سید بشیر احمد صاحب بیرونی ۲۷۵/۱۰۰
جناب محمد عثمان صاحب بیرونی ۱۰۰/۱۰۰
مکرم سید عثمان یعقوب صاحب بیرونی جن کا وعدہ پندرہویں سال میں ۵۰/۱۰۰ ٹلنگ کا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ اس خاکسار نے انبار الفضل کا چہرہ پڑھا رہا ہے۔ کہ جو اجاب تحریک جدید کا چہرہ آخر مارچ ۱۹۰۰ء تک ادا کریں گے۔ ان کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق یہ خاکسار مین سال کے بقایا دیر ہویں سال چودہویں سال اور پندرہویں سال کے وعدہ کی رقم ادا کر رہا ہے۔ نہایت مشکور ہوں گا۔ کہ میرا نام بھی اس دعا میں شامل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ خاکسار دو سال تک سفر میں رہا۔ اس لئے ادائیگی تحریک جدید کے چہرہ کی وقت پر نہ کر سکا۔ اب بقایا پورا کر رہا ہوں۔ جس کا رقم احمد احمد حسن الجوزاؤ

بیرونی ممالک کی جماعتوں اور ان کے وعدے تو آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے اس ملک پر مشتمل جماعتوں کے وعدے بھی آتے ہیں۔ جو نہ ڈاک کا انتظام تسلی بخش نہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذیل میں ان جماعتوں کی فہرست دیدی جائے۔ جن کے وعدے آج تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر دفتر ذیل الممال تحریک جدید میں موصول نہیں ہوئے۔ تا اگر یہ جماعتیں اپنے وعدے پہنچا چکی ہیں۔ تو دوبارہ وعدوں کی نقل کر کے ارسال فرمائیں اگر انہوں نے ابھی تک وعدوں کی فہرستیں نہیں بھیجی ہیں۔ تو اس نوٹ کو پڑھ کر نہ صرف وعدوں کی فہرست ہی ارسال فرمائیں۔ بلکہ وعدوں کے ساتھ اپنے اجاب اگر ان کے وعدوں کی رقم بھی دیکر ارسال فرمائیں۔ اور کوشش فرمائیں کہ یہ وعدے ۳۱ مئی تک آپ کو وصول ہو جائیں۔ اس سے جہاں سلسلہ کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ کہ خسراجات جو پندرہویں سال سے ایک مشرت جون جولائی میں ادا کئے جانے والے ہیں ان میں مدد ملے گی۔ وہاں وعدہ ادا کرنے والے مجاہد بھی اپنا سال بقون الا و لون کا حق لینے والے ہونگے۔ بیرونی ممالک کی سیدوں ۳۰۔ اپریل کو ختم ہوئی۔ اور ان کی ادائیگی ۳۱ مئی تک ہو جائے۔ تو ایسے اجاب سال بقون الا و لون کا حق اول حاصل کرنے والے ہیں۔ بہر حال بیرونی ممالک کی جن جماعتوں کے وعدے نہیں آئے۔ بعض جماعتوں یا ان کے افراد کو یہ شبہ ہے کہ جب ستمبر تحریک ستمبر میں شامل ہو چکے۔ تو اب تحریک جدید کا وعدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تحریک جدید کا چند بھی ایسی تحریک ستمبر والی رقم میں شامل ہے اس کے متعلق اجاب کو وصول کر رہے۔ کہ تحریک جدید کے چہرہ کا سال بہ سال وعدہ کرنا ہر عیب کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ اسی واسطے وعدوں کی آخری میعاد رکھی جاتی ہے۔ اور جس کا وعدہ ہی دفتر ذیل الممال تحریک جدید میں نہ ہو اس دفتر مطالبہ ہی نہیں کر سکتا۔ ان تحریک ستمبر والوں کو یہ حق ہے۔ کہ تحریک ستمبر کی ماہوار رقم سے تحریک جدید ادا کریں۔ لیکن اس کی ادائیگی کے لئے بھی ضروری ہے۔ تحریک ستمبر میں حصہ لینے والا خود بنائے۔ کہ اس قدر رقم تحریک جدید کے چند میں لکھی جائے۔ جب تک اس کی تفصیل نہ ہوگی۔ اور خصوصیت سے تحریک جدید کا چندہ الگ نہ لکھا ہوگا۔ تحریک جدید کو رقم نہ ملے گی۔ اور اس طرح ان کا تحریک جدید کا وعدہ قابل ادا نہ ہوگا۔ اور ذیل الممال تحریک جدید کا دفتر ان سے برابر مطالبہ کرے گا۔ اس لئے تحریک ستمبر میں شامل ہونے والے اپنے باہمی وقت کے اندر تحریک جدید کا وعدہ کریں

اس طرح کلکتہ کی جماعت کے سیکرٹری مال گنائی اللہ صاحب نے لکھا کہ میں بارہویں پندرہویں سال کا چندہ تحریک جدید بعض بات سے ادا نہیں کر سکا۔ اب میں ۹۵/۱۰۰ ٹلنگ کا ایک نوٹ پیش کر رہا ہوں جو تحریک جدید کا چندہ ہے پندرہویں سال کا وعدہ اور جماعت کی فہرست عنقریب ارسال کر دیں گے لکھا تھا کہ جماعت میں سے جو وعدوں کی فہرست نہیں ملی۔ حلالہ لکھا بھی گیا۔ اس کے جواب میں گنائی صاحب نے لکھا کہ چودہویں سال کے وعدوں کا فارم تو میں بھیج چکا ہوں لیکن آپ کو ملا نہیں۔ ایک سفیہ تک۔ چودہویں سال کے وعدوں کی نقل اور وعدوں کی وصولی کی رقم اور پندرہویں سال کے وعدوں کی جماعت کلکتہ کی فہرست ارسال کر دوں گا۔ شکریہ۔ جماعت سیکرٹری۔ کیا لہ میں ڈاکٹر لعل دین احمد صاحب کا پناہ اور اپنے سارے خاندان کا وعدہ ہوتا ہے۔ اور آپ اپنے وعدہ کے ساتھ رقم بھی ارسال فرمائے رہے ہیں۔ ان کا وعدہ صحفانہ ان تین ہزار ٹلنگ کے قریب ہوتا ہے۔

ٹانڈگا۔ دارالاسلام۔ مارشلس کی جماعت سے گذشتہ سال کا وعدہ بھی نہیں آیا۔ اور نہ رقم ملنے ہے کہ انہوں نے بھی وعدہ ارسال کیا ہو۔ اور دفتر کو نہ ملا ہو۔ یہاں کی جماعت کے سیکرٹری مال گنائی صاحب نے لکھا کہ زیادتی صاحب اور حافظ جمال احمد صاحب مبلغ تو چند ہزار ہر مین اور رقم وعدہ ارسال فرمادیں۔

کیا بیرونی۔ دمشق۔ حیدر۔ اور رگون برمانی جماعتیں۔ سابق کو بیہ۔ سو ٹلنگ۔ کلکتہ۔ جہاں پور لکھنؤ اور مالابار کے اجاب۔ اور جماعتوں کے وعدوں کی انتظار رہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض جماعتیں اپنے وعدوں کی فہرستیں ارسال کر سکی ہوں۔ لیکن نہ پہنچی ہوں۔ جیسا کہ اوپر کے نوٹ سے ظاہر ہے۔ اس لئے یہ جماعتیں حساس توجہ فرمادیں۔

نان یہ بھی کوشش فرمادیں۔ کہ وہ اجاب جو پہلے دس سال یا پانچ سال تک دے چکے ہیں۔ انہیں بھی تحریک کی جائے۔ اور انہیں تحریک جدید کے دفتر اول میں شامل کیا جائے۔ اور پندرہویں سال کے وعدے لے جاویں۔ اسی طرح نوبتوں کو بھی پورا کر دیا جائے۔

ذیل الممال تحریک جدید روہ

